# تتلیاں

پڑھ کر درود باغ میں آتی ہیں تتلیاں
پھولوں کو چوم چوم کے جاتی ہیں تتلیاں

کرتی ہیں رقص صحن میں اِدھر اُدھر
کیا خوب رنگ اپنا دکھاتی ہیں تتلیاں

بچے انھیں پکڑنے کو دوڑے تو ہیں مگر
کب ہاتھ ان کے دیکھئے آتی ہیں تتلیاں

پیلی گلابی لال ہیں اور کتھئی بھی ہیں
رنگت سے اپنی سب کو لبھاتی ہیں تتلیاں

پھولوں کے آس پاس ہی رہنا پسند ہے
کیا خوب پیار اپنا جتاتی ہیں تتلیاں

پھولوں کا رس بھی لیتی ہیں خوشبو کے ساتھ ساتھ
یہ کون جانے پھر کہاں جاتی ہیں تتلیاں

لکھتا ہوں سیف نظم جو میں ان کے کام سے
آنکھوں میں رنگ بن کے سمائی ہیں تتلیاں

**سیف سہسرامی**
برہمن ٹولی، سہسرام (بہار)

# پھول تتلی اور مالی

کہا یہ گُل نے تتلی سے نہ میں نہ تو ہوتی
اگر ہوتی تو میری ہی تجھے اک آرزو ہوتی

کہا یہ سن کے تتلی نے ابھی یہ فیصلہ ہوتا
جو ہوتا کوئی منصف بات اُس کے رُو برو ہوتی

کہا پھر پھول نے ہنس کر ہے مجھ سے باغ کی زینت
نہ میں ہوتا نہ گلشن میں فضائے رنگ و بُو ہوتی

کہا تتلی نے اِٹھلا کر میں اُڑتی ہوں فضاؤں میں
جو ہوتے پر تمھیں بھی گھومنے کی آرزو ہوتی

کہا گل نے خفا ہوکر کر کہ تُو پھرتی ہے آوارہ
جو رہتی ایک ڈالی پر ترِی کچھ آبرو ہوتی

کہا معصوم تتلی نے میں اِک سنجیدہ فطرت ہوں
تمھیں میں بھی بُرا کہتی مگر جب عیب جُو ہوتی

پھر آیا باغ کا مالی کہا اے عقل کے مارو
جو ہوتی عقل دونوں میں نہ ایسی گفتگو ہوتی

سُنو یہ قولِ نادؔرِ ہے خدا ہے پاک عیبوں سے
وہی اِک ذات ہے جس کی ثنا ہے چار سُو ہوتی

**ممتاز نادؔر**
مولانا آزاد نگر، دھولیہ